دعوتِ دین اور حکمت و موعظۂ حسنہ

حکمت یہ ہے کہ آپ جب کام کرنے اٹھیں تو اپنی تحریک کے نقطۂ نظر سے جائزہ لے کر دیکھیں کہ آپ کن حالات میں کام کر رہے ہیں۔ تحریک کے نقطۂ نظر سے جائزہ لینے کا مطلب اس حقیقت کو سمجھنا ہے کہ آپ جو کام کرنے اٹھے ہیں اس کام کے لحاظ سے اس وقت کونسی چیز اس مقصد کے لیے معاون ہے اور کون سی چیز مانع ہے؟ آپ اس کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کریں۔ پھر جو چیزیں مانع ہیں ان کا اس پہلو سے جائزہ لیں کہ ان کی وسعت کیا ہے' یہ کس پیمانے پر پھیلی ہوئی ہیں' ان کے پیچھے کون سی قوتیں کام کر رہی ہیں۔ ان کا اپنا پس منظر کیا ہے' کہاں سے یہ آ رہی ہیں' اور ان کا مقابلہ کس طریقے سے کیا جا سکتا ہے؟

ایک آدمی جو حکیم ہو وہ سب سے پہلے یہ دیکھنے کی کوشش کرے گا کہ میں کس زمانے میں اور کن حالات میں کام کر رہا ہوں۔ حکمت و دانشمندی کے ساتھ کام کرنے والا دین کی دعوت لے کر اٹھے گا تو اس چیز کو کبھی نظر انداز نہیں کرے گا کہ کتنا کچھ مصالحہ اس کے گردوپیش میں موجود ہے جو اس کام کے لیے مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ وہ یہ دیکھے گا کہ جس سوسائٹی میں وہ کام کرنے چلا ہے وہ اسلام کو ماننے والی ہے یا اس کی مخالف ہے؟ چنانچہ ایک آدمی اسلام کی سخت مخالف اور دشمن سوسائٹی میں ہو گا تو وہ کوئی اور طریقہ کار اختیار کرے گا۔ جب کہ دوسرا آدمی جو اسلام کی منکر سوسائٹی میں ہو مگر وہ سوسائٹی' دشمنی میں سرگرم نہ ہو تو وہ وہاں کوئی اور طریقہ کار اختیار کرے گا ـــــ اسی طرح جب ایک آدمی ایسی سوسائٹی میں ہو جس میں اسلام کو ماننے والوں کی کثیر تعداد پہلے سے موجود ہو تو لازماً وہ وہاں دین کا کام کرنے کے لیے کوئی اور طریقہ کار اختیار کرے گا۔ ان میں سے ہر طریقہ کار میں دین ہی کا مفاد اور حکمت موجود ہو گی۔ سخت نادان ہو گا وہ آدمی جو ایک ہی نسخہ لے کر بیٹھ جائے اور ہر سوسائٹی میں اسی کو تقسیم کرنا شروع کر

دے۔ حکیم پہلے سمجھنے کی کوشش کرے گا کہ میں جس سوسائٹی میں کام کر رہا ہوں اس کے اندر کتنا مواد موجود ہے جو اس کی مطلوبہ تعمیر میں کام کر سکتا ہے۔ اب اس کی کوشش یہ ہو گی کہ جتنا موجود ہے وہ ضائع نہ ہونے پائے۔ گویا اس کا سب سے پہلا کام یہ ہو گا کہ وہ اس سرمائے کی حفاظت کرے۔

حکمت و بصیرت کیوں ضروری ہے

ایسے آدمی کو عاقل و دانا قرار دینا بہت مشکل ہے، جو مسلمانوں کے اندر پھیلی ہوئی بداخلاقیوں کو دیکھ کر، یا ان میں تساہل کو محسوس کر کے، پہلے تو یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ سوسائٹی اسلام سے منحرف ہو چکی ہے۔ پھر اس احساس کے نتیجے میں وہ اس طرح کام کا آغاز کرے جیسے وہ کفار کے درمیان کام کر رہا ہے۔ حالانکہ جو چیز ہمارے پاس واقعی موجود ہے اور اسلام کے لیے سازگار ہے، ہمارا کام یہ ہے کہ اس کو ضائع نہ ہونے دیں، اور کوشش کریں کہ یہ اور زیادہ مددگار بنے۔ دور پھینکنے کی بجائے اس کو قریب لانے کی کوشش کریں۔ جو چیزیں اس کو بگاڑنے والی ہیں ان کی مزاحمت کریں تاکہ یہ مزید نہ بگڑے۔ ہم ہمیشہ اس بات کو اپنے سامنے رکھیں کہ جیسا کچھ بھی اور جتنا کچھ بھی لوگوں میں جذبہ موجود ہے، وہ اسلام کے حق میں کام آئے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ایک حکیم اپنے کام کا آغاز کیسے کرتا ہے اور اس کام کے لیے بصیرت و حکمت کی ضرورت کیوں ہے۔

اسی طرح دین کا کام کرنے والے کو یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ کون سی قوتیں ہیں جو یہاں اسلام کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ ان کے پیچھے محرکات کون سے ہیں۔ ان کے افکار کا ماخذ کیا ہے، ان کا فلسفہ کیا ہے۔ وہ بنیادیں کیا ہیں جن پر یہ قوتیں کام کرنے اٹھی ہیں۔ ان ساری چیزوں کا جائزہ لے کر وہ دیکھے گا کہ کیسے ان سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے، اور کیوں کر ان کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے — مثال کے طور پر ایک شخص جو کسی پہلوان سے کشتی لڑنے جا رہا ہو، وہ پہلے یہ دیکھے گا کہ یہ پہلوان کتنا طاقت ور ہے، اس کا وزن کیا ہے، ان کے معروف داؤ پیچ کون کون سے ہیں، اس کے سابقہ مقابلوں کا کیا نقشہ ہے، اس کے مقابلے میں مجھے کتنی تیاری کرنی چاہیے، اور کتنی طاقت فراہم کرنی چاہیے۔ ظاہر ہے کہ وہ ان سارے پہلوؤں کا جائزہ لے کر مقابلے کے لیے آگے بڑھے گا۔ دوسرے کی طاقت کا اندازہ لگائے بغیر اکھاڑے میں اترنے والا آپ سے آپ پچھڑے گا۔

اس کے ساتھ حکمت کا تقاضا یہ بھی ہے کہ لائن آف ایکشن (Line of action) ایسی

- فن پارے -

آج اسلام پھر ارضِ مغرب کے وساوس و شکوک کے اندھیرے میں گھرا جا رہا ہے۔ اسلامی اقوام کے جن خاندانوں کا تعلق مغربی تہذیب سے ہو رہا ہے بتدریج ان میں اللہ کی کتاب اور اپنے رسول کے "پیغام" سے ارتداد پیدا ہو رہا ہے۔ وسطانی دور کے ارتداد میں چونکہ اسلام سیاسی طور پر قوموں کے مقابلہ میں برتری حاصل کیے ہوئے تھا اس لیے جیسا کہ میں نے کہا ہے' اس ذہنی ارتداد اور باطنی بغاوت نے مسلمانوں کے "ظاہر" کو کم متاثر کیا تھا۔ لیکن بدقسمتی سے "ارتداد" کا جو دور مغرب کے اثر سے اب شروع ہوا ہے' اس وقت بدبخت مسلمان اپنے سیاسی تفوق کو بھی کھو بیٹھے ہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ اس وقت جو "ارتداد" باطن میں پیدا ہوتا ہے' کچھ دن تو سوسائٹی کے دباؤ سے اندر ہی دبا رہتا ہے۔ لیکن جیسے جیسے خاندانوں کا تعلق اپنے قبیلہ سے کمزور ہوتا جاتا ہے۔ سوسائٹی کی گرفت ڈھیلی پڑتی جاتی ہے اور مغربی قوت سے ان کو نزدیکی حاصل ہوتی جاتی ہے' اسی نسبت سے یہ "ارتداد" اندر سے نکل نکل کر باہر آ رہا ہے۔ مغربی طرز کے اسکول و مدارس "ارتداد" کی اس آگ کو ہوا دینے میں سب سے زیادہ اس وقت معاون و مددگار ہیں۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ اس کا آخری انجام کیا ہے۔ صرف ختمِ نبوت کی وَالْعِصْمَت اور اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کا وعدہ یاس کی گھڑیوں میں "امید" کی خنکی پہنچا رہا ہے۔ ورنہ واقعات کی جو رفتار ہے اس سے درد والوں کے دل پگھل رہے ہیں' جگر کے ٹکڑے اڑ رہے ہیں۔ فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ۔

(مناظر احسن گیلانی' تقریظ و انتقاد بر "فتنہ ارتداد اور مراۃ المثنوی" ماہنامہ ترجمان القرآن' جلد ۴' نمبر ۲' ص ۷۷' صفر ۱۳۵۳' جون ۱۹۳۴)

گمراہی کے اسباب کیا ہیں' پھر اس کو اس کے مطابق سمجھائیں۔ اگر وہ ذہنی الجھنوں میں مبتلا ہے تو آپ اس کی ذہنی الجھنیں رفع کرنے کی کوشش کریں' اور معقول دلائل کے ساتھ اسے مطمئن کرنے کی کوشش کریں۔ اگر کوئی شخص کسی جذباتی بگاڑ میں مبتلا ہے تو اسے سمجھانے میں ایسا طریقہ اختیار کریں جس سے اس کے جذبات میں اگر دین سے انحراف کی کوئی چیز ہو تو وہ پلٹ کر دین کی طرف مائل کرنے والی بن جائے۔

اسی سلسلے میں ایک بات اور بھی نگاہ میں رکھیے۔

جو آدمی دعوت و تبلیغ کا کام کرنے اٹھتا ہے اس کو دنیا میں طرح طرح کے آدمیوں سے سابقہ پیش آتا ہے۔ اس کو موافقین ہی نہیں ملتے مخالفین بھی ملتے ہیں۔ مخالفین میں بعض لوگ نہایت بدزبان اور بدمزاج ہوتے ہیں۔ بعض لوگ آپ کو شکست دینے کے لیے ایسے طریقے استعمال کرتے ہیں کہ اگر آپ جوابی کارروائی پر اتر آئیں تو اپنے مقصد اور مدعا سے دور ہٹتے چلے جائیں گے۔ جس آدمی کو بھی دعوت و تبلیغ کا کام کرنا ہو اس کے اندر بے انتہا صبروتحمل ہونا چاہیے۔ یہ چیز کہیں جا کر بھی ختم نہیں ہونی چاہیے۔ سخت سے سخت باتوں کو بھی آپ برداشت کریں اور ٹال دیں۔ جو شخص آپ کو الجھانے کی کوشش کرے اس کو ایک مرتبہ آپ معقول طریقے سے سمجھائیں۔ لیکن جب آپ سمجھ لیں کہ یہ شخص محض الجھانا چاہتا ہے تو اس کو سلام کر کے علیحدہ ہو جائیں۔ اپنا وقت ایسے افراد پر بالکل ضائع نہ کریں۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے آپ کسی راستے سے گزر رہے ہیں اور دونوں طرف کانٹے دار جھاڑیاں ہیں اور ہر جھاڑی آپ کے دامن سے الجھ رہی ہے' اب اگر آپ نے ایک ایک جھاڑی سے خود ہی الجھنا شروع کر دیا تو راستہ طے نہیں کر سکیں گے۔ تھوڑی دیر کے لیے اپنے دامن کو کسی کانٹے سے بچانے کی فکر کیجیے' لیکن جب دیکھیں کہ نہیں چھوڑتا تو دامن پھاڑ کر کانٹے کے حوالے کیجیے کہ تو اس سے دل بہلا' میں آگے چلا۔

کام کرنا ہے تو یہ راستہ آپ کو اختیار کرنا پڑے گا۔

(اجتماع اسلامی جمعیت طلبہ' ۱۷مارچ ۱۹۶۸ء کراچی)